اِیُذَانُ الْاَجُرِ فِیُ اَذَانِ الْقَبُرِ

(قبر پر اذان پکارنا)

مصنّف

مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور. 6823128

کافر کے لئے ایصالِ ثواب نہیں

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیت کی کہ (میرے مرنے کے بعد یعنی) اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اس (کے ایک) بیٹے (حضرت ہشام رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں اور مکہ مکرمہ میں ہی اسلام لے آئے تھے) نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیے پھر اس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے ارادہ کیا کہ اس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کردوں تو انہوں نے کہا (پھر میرے دل میں خیال آیا) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی (کہ اس کے مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیے ہیں اور پچاس باقی ہیں، تو کیا میں اس کی طرف سے غلام آزاد کردوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انه لو كان مسلما فاعتقتم عنه او تصدقتم عنه او حججتم عنه بلغا ذالك** "اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، اس کی طرف سے صدقہ دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اسے ان اعمال کا ثواب پہنچتا"۔ (ابو داؤد جلد ۲ ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۲۶۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۹، المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱ مختصراً۔)

☜ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لئے مفید نہیں ہے اور اسے عذاب سے نجات نہیں دلائے گا۔ البتہ مسلمان کو قولی، مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے۔ ☜

تمت بالخیر

Scanned by CamScanner

اِیْذَانُ الْاَجْرِ فِیْ اَذَانِ الْقَبْرِ

(دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتویٰ)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جواز اذان قبر پر کہی جاتی ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا

فتویٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاَذَانَ عَلَمَ الْاِیْمَان وَسَبَبُ الْاَمَان وَسَکِیْنَۃُ الْجِنَان وَمَنفَاۃُ الْاَحْزَان وَمَرْضَاۃُ الرَّحْمٰنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَانُ الْاَکْمَلَانُ عَلٰی مَنْ رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ وَاَعْظَمَ قَدْرَہٗ فَبِذِکْرِہٖ زَانَ کُلَّ خُطْبَۃٍ وَاَذَان وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الذَّاکِرِیْنَ اِیَّاہٗ مَعَ ذِکْرِ مَوْلَاہُ فِی الْحَیٰوۃِ وَالْمَوْتِ وَالْوِجْدَانِ وَالْفَوْتِ وَکُلَّ حِیْنٍ وَاَنْ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْاِنْسِ وَالْجَان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْمَرْضِیِّیْنَ لَدَیْہِ مَا اَذِنَ اُذُنٌ لِصَوْتِ اَذَان قَالَ الْفَقِیْرُ عَبْدُالْمُصْطَفٰی اَحْمَدَ رَضَا الْمُحَمَّدِیُّ السُّنِّیُّ الْحَنَفِیُّ الْقَادِرِیُّ الْبَرْکَاتِیُّ الْبَرَیْلَوِیُّ سَقَاہُ الْمُجِیْبُ مِنْ کَاسِ الْحَبِیْبِ عَذْبًا فُرَاتًا وَجَعَلَہٗ مِنَ الَّذِیْنَ ھُمْ اَھْلُ الْاِیْمَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالْاَذَانُ اَحْیَاءً وَاَمْوَاتًا اٰمِیْنُ اِلٰہُ الْحَقُّ اٰمِیْنُ

"تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے جس نے اذان کو ایمان کی علامت، سببِ امان، دِلوں کا سکون، غموں کا ازالہ اور رحمان کی رضا کا ذریعہ بنایا، صلاۃ و سلام کاملہ تامہ ہو اُس ذات پر جس کا ذکر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بلند فرما دیا اور اُس کے مرتبہ کو عظیم کیا۔ چنانچہ اُن کے ذکر سے ہر خطبہ اور اذان کو زینت بخشی اور آپ

ﷺ کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر جو موت وحیات، وجدان وفوت غرضیکہ ہر وقت اپنے رب کریم کے ذکر کے ساتھ اپنے آقا ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حنان ومنان کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور انس وجن کے سردار نبی کریم ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے برگزیدہ بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو کہ پسندیدہ ہیں سب پر اُس وقت تک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمتیں ہوں جب تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں۔ فقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دُعا کرتا ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اپنے حبیب ﷺ کے حوضِ کوثر سے سیراب کرے اور اُسے اُن لوگوں میں سے کر دے جو موت وحیات میں ایمان، نماز اور اَذان والے ہیں۔ آمین الٰہ الحق آمین!

الجواب

بعض علمائے دین نے میّت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنّت فرمایا۔ امام ابنِ حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحبِ دُرمختار علیہم رحمۃ الغفار نے اُن کا یہ قول نقل کیا:

اَمَّا الْمَکِّیُّ فَفِیْ فَتَاوَاہُ وَفِیْ شَرْحِ الْعُبَابِ وَعَارَضَ وَاَمَّا الرَّمَلِیُّ فَفِیْ حَاشِیَۃِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَمَرَضَ

"مکی نے اپنے "فتاویٰ" اور "شرح العباب" میں نقل کیا اور اُس نے معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اسے کمزور کہا"۔

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے۔ ہرگز شرع مطہر سے اِس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس اَمر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔ قائلانِ جواز کے لئے اِسی قدر کافی ہے۔ جو مدعی ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعویٰ ثابت کرے، پھر بھی مقام تبرع میں آکر فقیر غفر اللہ تعالیٰ بدلائل کثیرہ اُس کی اصل شرعِ مطہر سے نکال سکتا ہے۔ جنہیں بقانونِ مناظرہ اسانید سوال کیجئے فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِہِ الْوُصُوْلُ اِلٰی ذُرَی التَّحْقِیْقِ

Scanned by CamScanner

پہلی دلیل:

وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور سوالِ نکیرین ہوتے ہیں، شیطان رجیم (کہ اللہ عزوجل صدقہ اپنے محبوب کریم ﷺ کا ہر مسلمان مرد وزن کو حیات وممات میں اُس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں بہکاتا ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِوَجْهِ الْعَزِیْزِ الْکَرِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ حضرت امام ترمذی محمد بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ "نوادر الاصول" میں امام اجل سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

اِذَا سُئِلَ الْمَیِّتُ مَنْ رَّبُّکَ؟ تَرَ أیٰ لَهُ الشَّیْطَانُ فِی صُوْرَتٍ فَیُشِیْرُ اِلٰی نَفْسِهٖ اَیْ اَنَا رَبُّکَ [1] فَلِهٰذَا وَرَدَ سَوَالُ التَّثْبِیْتِ لَهٗ حِیْنَ یَسْئَلُ یعنی "جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا ہے اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں، اِس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دُعا کریں"۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَیُؤَیِّدُهٗ مِنَ الْاَخْبَارِ قَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَ دَفْنِ الْمَیِّتِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلَوْلَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ هُنَاکَ سَبِیْلٌ مَا دَعَا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ [2] یعنی "وہ حدیثیں جو اِس کی مؤید ہیں جن میں وارد ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ میت کو دفن کرتے وقت دُعا فرماتے ہیں: الٰہی! اِسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضورِ اقدس ﷺ یہ دُعا کیوں فرماتے؟

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے، صحیح بخاری وصحیح

[1] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳۔ [2] ایضاً۔ نوٹ: یہ دونوں عبارتیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بالمعنیٰ نقل کی ہیں، اِس لئے الفاظ میں کافی تغیر وتبدل ہے، پہلی عبارت درست کر دی ہے، دوسری عبارت اِس طرح ہے: فَلَوْ لَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ هُنَاکَ سَبِیْلٌ مَا کَانَ لِیَدْعُوْلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَنْ یُجِیْرُهٗ مِنَ الشَّیْطَانِ۔

مسلم وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ فرماتے ہیں: اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَهٗ حُصَاصٌ [3] "جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر تا ہوا گوز زناں بھاگتا ہے"۔

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے واضح ہے کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے [4] اور خود حدیث شریف میں حکم آتا ہے کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو، فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔ [5] اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَبُو الْقَاسِمِ سُلَیْمٰنُ بْنِ اَحْمَدَ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ اَوْسَطِ مُعْجَمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ (اِسے حضرت امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔) ہم نے اپنے رسالہ نَسِیْمُ الصَّبَا حِیْ اَنَّ الْاَذَانَ یَحُوْلُ الْوَبَا (صبح کی خوشگوار ہوا اِس بارے میں کہ اذان سے وبا دُور ہو جاتی ہے۔) میں اِس مطلب پر بہت احادیث مبارکہ نقل کیں، اور جب ثابت ہو گیا کہ وہ وقت عیاذاً باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور ارشاد ہوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اِس میں حکم آیا کہ اُس کو دفع کرنے کے لئے اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشادِ شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد واعانت ہوئی جس کی خوبیوں سے قرآن مجید وحدیث مبارکہ مالا مال ہیں۔

دوسری دلیل:

حضرت امام احمد وطبرانی وبیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قَالَ لَمَّا دُفِنَ سَعْدُبْنُ مُعَاذٍ (زَادَفِیْ رِوَایَةٍ) وَسَوّٰی عَلَیْهِ سَبَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَهٗ طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسَ ثُمَّ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ (زَادَفِیْ رِوَایَةٍ) ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْتَضَایَقَ عَلٰی هٰذَاالرَّجُلِ الصَّالِحِ

[3] صحیح مسلم باب فضل الاذان وهرب الشیطان عند سماعه مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶۷/۱، [نسائی حدیث نمبر ۶۷۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۹۴۳، ۲۰۹۴۶ (ادارہ)] [4] ایضاً۔ [5] معجم اوسط حدیث نمبر ۷۴۳۲، مکتبۃ المعارف الریاض ۱۴۰۸/۲۱۰۔

Scanned by CamScanner

قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔[٦] یعنی ''جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی تو نبی کریم ﷺ دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور ﷺ اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کہتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! حضور (ﷺ) اول تسبیح پھر تکبیر کس لئے فرماتے رہے؟ اِرشاد فرمایا: اِس نیک مرد پر اُس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے وہ تکلیف اُس سے دُور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔

علامہ طیبی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اَیْ مَازِلْتُ اُکَبِّرُ وَتُکَبِّرُوْنَ وَاُسَبِّحُ وَتُسَبِّحُوْنَ حَتّٰی فَرَّجَهُ اللّٰهُ [٧] یعنی ''حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کی تنگی سے انہیں نجات بخشی''۔

اقول:

اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے میّت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر بار بار فرمایا اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو یہ عینِ سُنّت ہوا، غایت یہ کہ اذان میں اِس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سواُن کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضر نہ اِس امرِ مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید ومؤید مقصود ہے کہ رحمتِ الٰہی اتارنے کے لئے ذکرِ خدا کرنا تھا۔ دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلک نفیس ہے جو دوبارہ تلبیہ اجلہ صحابہ عظام مثل حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر وحضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت امام حسن مجتبےٰ

[٦] مسند احمد بن حنبل عن مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۳۷۷۔۳۶۰، [مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۵، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۶ ص ۱۵، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۶، البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص ۱۲۸، (ادارہ)]۔ [٧] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۲۱۱، [مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۰، مطبوعہ مکتبہ السیدیہ کوئٹہ بلوچستان (ادارہ)]۔

وغیرہم رضی اللہ عنہم کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا، ہدایہ شریف میں ہے:

لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَخِلَّ بَشَیْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْکَلِمَاتِ لِاَنَّهٗ هُوَ الْمَنْقُوْلُ فَلَا یَنْقُصُ عَنْهُ وَلَوْ زَادَ فِیْهَا جَازَ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ الثَّنَآءُ وَاِظْهَارُ الْعُبُوْدِیَّةِ فَلَا یَمْنَعُ مِنَ الزِّیَادَةِ عَلَیْهِ اھ مُلَخَّصاً [٨]

''یعنی اِن کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں تو اُن سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں''۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے رسالہ صفائح الجین فی کون التصافح بکفی الیدین وغیرھا رسائل میں اِس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔

تیسری دلیل:

بالاتفاق سُنّت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میّت کے پاس حالتِ نزع میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه) کہتے رہیں کہ اُسے سن کر یاد ہو حدیث متواتر میں ہے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [٩] (اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ)

اِسے امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مُردہ ہے اور اُسے کلمۂ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تبارک وتعالیٰ خاتمہ اِسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ

[٨] الہدایۃ باب الاحرام مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۲۱۷۔ [٩] سنن ابی داوٗد باب فی التلقین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۱۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۳۳، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۳، مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۷، ترمذی حدیث نمبر ۹۷۶، نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۳، قرطبی جلد ۲ ص جز ۴ حدیث نمبر ۲۹۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۶۰ (ادارہ)۔

Scanned by CamScanner

آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مردہ ہے اور اُسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت ہے کہ بعون اللہ تبارک وتعالیٰ جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بے شک اذان میں یہی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین جگہ موجود ہے بلکہ اِس کے تمام کلمات جوابِ نکیرین بتاتے ہیں۔ اُن کے سوال تین ہیں: مَنْ رَّبُّکَ؟ [۱۰] ''تیرا رب کون ہے؟'' مَادِیْنُکَ؟ [۱۱] ''تیرا دین کیا ہے؟'' مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ [۱۲] تو اِس مرد (یعنی نبی کریم ﷺ) کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتداء میں اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور آخر میں اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سوال، مَنْ رَّبُّکَ؟ کا جواب سکھائیں گے اِن کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہے اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سوال، مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ کا جواب تعلیم کریں گے۔ میں انہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رسول جانتا تھا اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ جواب مَا دِیْنُکَ کی طرف اشارہ کریں گے میرا دین وہ تھا جس میں نماز دین کا ستون ہے کہ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ [۱۳] تو بعد دفن، اذان دینا عین اِرشاد کی تعمیل ہے جو نبی کریم ﷺ نے حدیثِ صحیح متواتر مذکور میں فرمایا: اَب یہ کلام سماعِ موتی وتلقینِ اموات کی طرف منجر ہوگا۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ خاص اِس مسئلہ میں کتاب مَبْسُوْطٌ مُسَمّٰی بِهٖ ''حَیَاةُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَاتِ'' تحریر کر چکا ہے جس میں پچھتّر (۷۵) حدیثوں اور پونے چار سو (۳۷۵) اقوالِ ائمہ دین وعلمائے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مردوں کا سننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے اور اِس پر اہلِ سُنّت وجماعت کا اجماع قائم اور اِس کا غبی جاہل انکار کرے گا مگر یا معاند مبطل۔ اور اُسی کی چند فصول

[۱۰] مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۵۔
[۱۱] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کتاب الصلاۃ مکتبہ التراث الاسلامی بیروت ۷/ ۲۸۴۔
[۱۲] معجم اوسط حدیث نمبر ۸۵۶۴ مکتبہ المعارف ریاض ۹/ ۲۵۹۔ [۱۳] الکامل فی الصعفاء الرجال از من اسمہ عبداللہ بن لہیعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ۴/ ۱۴۶۹۔

میں بحث تلقین بھی صاف صاف بیان کردی یہاں اُس کے اِعادہ کی حاجت نہیں۔

چوتھی دلیل:

حضرت ابو یعلی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں، حضور کریم ﷺ فرماتے ہیں:

اِطْفُوا الْحَرِیْقَ بِالتَّکْبِیْرِ [۱۴] ''آگ کو تکبیر سے بجھاؤ''۔

ابن عدی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور وہ اور ابن السنی وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں: اِذَا رَأَیْتُمُ الْحَرِیْقَ فَکَبِّرُوْا فَاِنَّهٗ یُطْفِئُ النَّارَ [۱۵] ''جب تم آگ کو دیکھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے''۔

علامہ مناوی تو تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: فَکَبِّرُوْا اَیْ قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَکَرِّرُوْهُ کَثِیْرًا [۱۶] ''فکبروا'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ بار بار کہو''۔

مولانا علی قاری علیہ الرحمہ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور نبی کریم ﷺ قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں: اَلتَّکْبِیْرُ عَلٰی هٰذَا الْاِطْفَاءِ الْغَضْبِ الْاِلٰهِیْ وَلِهٰذَا وَرَدَ اِسْتِحْبَابُ التَّکْبِیْرِ عِنْدَ رُؤْیَةِ الْحَرِیْقِ [۱/۱۶] ''اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضبِ الٰہی کے بجھانے کو ہے لہٰذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری''۔ (یعنی آگ لگی دیکھیں تو دیر تک تکبیر پڑھنا مستحب ہے)

''وسیلۃ النجاۃ'' میں ''حیرۃ الفقہ'' سے منقول:

حکمت در تکبیر آنست بر اہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رَأَیْتُمُ الْحَرِیْقَ فَکَبِّرُوْا چوں آتش در جائے افتد واز دست شما بر نیاید کہ بنشانید

[۱۴] مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۸، کشف الخفاء للعجلونی جلد ۱ ص ۱۵۰۔ [۱۵] کشف الخفاء جلد ۱ ص ۹۳، ابن السنی حدیث نمبر ۲۸۹، ۲۹۲، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۴۵۳۰۔ [۱۶] التیسیر شرح جامع الصغیر زیر حدیث مذکور مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ ۱/ ۱۰۰۔ [۱/۱۶] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من باب اثبات عذاب القبر مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۱۱۔

Scanned by CamScanner

تکبیر بگویند کہ آتش بہ برکت آں تکبیر فرونشیند چوں عذابِ قبر بآتش ست ودست شما بآں نمیرسد تکبیر میباید گفت تامردگان از آتش دوزخ خلاص یابند ۱۶/۲

''اہلِ قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''اِذَا رَأَیْتُمُ الْحَرِیْقَ فَکَبِّرُوْا'' یعنی جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو اور تم اُسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہو، تو تکبیر کہو کہ اِس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی چونکہ عذابِ قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اُسے تم اپنے ہاتھوں سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے، لہٰذا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام لو (یعنی تکبیر کہو) تاکہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں''۔

یہاں سے بھی ثابت ہے کہ قبرِ مسلم پر تکبیر کہنا فردِ سُنّت ہے، تو یہ اذان بھی قطعاً سُنّت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانعِ سُنّیت نہ ہونا تقریرِ دلیل نمبر دو سے ظاہر۔

پانچویں دلیل:

امام ابن ماجہ وبیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: قَالَ حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِیْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِی اللَّحْدِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا اُخِذَ فِیْ تَسْوِیَةِ اللَّحْدِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مُخْتَصَرٌ ۱۷ یعنی ''میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اُسے (یعنی میّت کو) لحد میں رکھا تو فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جب لحد برابر کرنے لگے تو کہا الٰہی! اِسے شیطان سے بچا اور عذابِ قبر سے اَمان دے، پھر فرمایا: میں نے اِسے رسولِ کریم ﷺ سے سنا۔

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جیّد حضرت عمرو بن مرہ تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں: کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اِذَا وُضِعَ الْمَیِّتُ فِی

۱۶/۲ وسیلۃ النجاۃ۔ ۱۷ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی ادخال المیت القبر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۲۔

اللَّحْدِ اَنْ یَّقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۱۸ یعنی ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ مستحب جانتے تھے کہ جب میّت کو لحد میں رکھا جائے تو دُعا کریں الٰہی! اسے شیطان رجیم سے پناہ دے''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ اُستاذ امام بخاری ومسلم، اپنے مصنف میں حضرت خثیمہ سے روایت کرتے ہیں: کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اِذَا وَضَعُوا الْمَیِّتَ اَنْ یَّقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۱۹ ''مستحب جانتے تھے کہ جب میّت کو دفن کریں تو یوں کہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں اور رسولِ کریم ﷺ کی ملت پر، الٰہی! اِسے عذابِ قبر وعذابِ دوزخ اور شیطانِ ملعون کے شر سے پناہ بخش''۔

اِن حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اِس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے۔ یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اُس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دُعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اوّل سے واضح ہے کہ اذان دفعِ شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصودِ شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔

چھٹی دلیل:

ابوداؤد وحاکم وبیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین (حضرت) عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ قَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَهٗ بِالتَّثَبُّتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ ۲۰ ''حضور نبی کریم ﷺ جب دفنِ میّت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور اِرشاد فرماتے اپنے بھائی کے لئے اِستغفار کرو اور اِس کے لئے جواب

۱۸ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳۔ ۱۹ المصنف ابن ابی شیبہ ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۲۹/۳۔ ۲۰ سنن ابوداؤد باب استغفار عند القبر للمیت مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۰۳/۲، [مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۱۳۷۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۳، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۷، ابن السنی حدیث نمبر ۵۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۶۰، ۴۲۳۸۸ (ادارہ)]۔

نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دُعا مانگو کہ اَب اِس سے سوال ہوگا۔

حضرت سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں: **قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقِفُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا سِوَى عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ صَاحِبُنَا وَخَلَفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْأَلَةِ مَنْطِقَهٗ وَلَا تَبْتَلِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا لَا طَاقَةَ لَهٗ بِهٖ** ۲۱ ''یعنی جب مردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی تو حضور نبی کریم ﷺ قبر پر کھڑے ہو کر دُعا کرتے الٰہی! ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا۔ الٰہی! سوال کے وقت اِس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اِس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اِسے طاقت نہ ہو''۔

اِن حدیثوں اور اَحادیث دلیل پنجم وغیرہ سے ثابت ہوا کہ دفن کے بعد دُعا سنّت ہے۔ امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دُعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانۂ شاہی پر میت کی شفاعت وعذر خواہی کے لئے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہو کر دُعا کرنا یہ اُس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغول کا ہے کہ اُسے اُس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے۔ ۲۲ **نَقَلَهُ الْمَوْلٰى جَلَالُ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ شَرْحِ الصُّدُوْرِ** (حضرت) (امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اِسے ''شرح الصدور'' میں نقل کیا ہے۔) اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دُعا کا عالم میں کوئی عام عالم منکر ہو۔ امام آجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: **يُسْتَحَبُّ الْوُقُوْفُ بَعْدَ الدَّفْنِ قَلِيْلًا وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ** ۲۳ ''مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میّت کے لئے دُعا کریں''۔

اِسی طرح ''اذکار'' امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ و ''جوہرہ نیرہ'' و ''درمختار'' و ''فتاویٰ عالمگیری'' وغیرہا اسفار میں ہے' طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحاق

۲۱ الدر المنثور زیر آیت ویثبت اللہ الذین امنوا الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۸۳/۴ ۔ ۲۲ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون المائتان مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳ ۔ ۲۳ ایضاً۔

صاحب دہلوی نے ''مائۃ مسائل'' میں اِسی سوال کے جواب میں کہ ''دفن قبر پر اذان کیسی ہے ''فتح القدیر'' و ''بحر الرائق'' و ''نہر الفائق'' و ''فتاویٰ عالمگیریہ'' سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا سُنّت سے ثابت ہے اور براہِ بزرگی اتنا نہ جانا کہ اذان خود دُعا بلکہ بہترین دُعا سے ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دُعا، تو وہ بھی اسی سُنّت ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنیت مطلق سے کراہت فرد پر استدلال عجب تماشا ہے۔ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ ''الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: **كُلُّ دُعَاءٍ ذِكْرٌ وَكُلُّ ذِكْرٍ دُعَاءٌ** ۲۴ ''ہر دُعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے''۔

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں: **اَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** ۲۵ ''سب دُعاؤں سے افضل دُعا' الحمد للہ ہے''۔

اِسے ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت کر کے حسن قرار دیا، امام نسائی، امام ابنِ حبان اور امام حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔

صحیحین میں ہے' ایک سفر میں لوگوں نے باآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو **اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا** ۲۶ ''تم کسی بہرے یا غائب سے دُعا نہیں کرتے' سمیع بصیر سے دُعا کرتے ہو''۔

دیکھو حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تعریف اور خاص کلمہ ''اللہ اکبر'' کو دُعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دُعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔

ساتویں دلیل:

یہ تو واضح ہو گیا کہ بعد دفنِ میّت کے لئے دُعا سُنّت ہے۔ اور علماء فرماتے

۲۴ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب التسبیح مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۱۲/۵ ۔ ۲۵ جامع الترمذی باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۷۴/۲' [ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۰۰' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۵' ابن حبان حدیث نمبر ۲۳۲۶ (ادارہ)] ۔ ۲۶ مسلم باب خفض الصوت بالذکر قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۶/۲' [مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۴' ۴۰۲' ۴۱۸' قرطبی جلد ۲ جز ۷ ص ۲۲۴' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۲۸۸ (ادارہ)]۔

Scanned by CamScanner

ہیں آدابِ دُعا سے ہے کہ اُس سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے، امام شمس الدین محمد بن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حصن حصین شریف میں ہے:۔ **اٰدَابُ الدُّعَاءِ مِنْهَا تَقْدِيْمُ عَمَلٍ صَالِحٍ وَذِكْرُهُ عِنْدَ الشِّدَّةِ** ۲۶/۱ "آدابِ دُعا میں سے ہے کہ اِس سے پہلے عملِ صالحین ہو اور ذکرِ الٰہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہئے"۔ مسلم، ترمذی، ابوداؤد۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں: یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کی، ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان بھی عملِ صالح ہے تو دُعا پر اُس کی تقدیم مطابق مقصود ہوئی۔

آٹھویں دلیل:

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں: **ثِنْتَانِ لَا تُرَدُّ الدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ** ۲۷ "دو دُعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو"۔ اسے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **اِذَا نَادَى الْمُنَادِي فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاسْتُجِيْبُ الدُّعَا** ۲۸ "جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے"۔

یہ روایت ابو یعلی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابوداؤد طیالسی اور ابو یعلی اور ضیاء الدین نے المختارہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سندِ صحیح کے ساتھ بیان کی ہے۔

۲۶/۱ حصن حصین آداب الدعاء نولکشور لکھنؤ ص ۱۴۔ ۲۷ مستدرک حاکم لا یرد دالدعاء عندالاذان وعند الباس مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۹۸/۱ [ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۶۰، ۴۰۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۲۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۷، ۳۳۳۸، درمنثور جلد ۳ ص ۱۸۹، دارمی حدیث نمبر ۱۲۰۰ (ادارہ)]۔ ۲۸ مستدرک حاکم اجابۃ الاذان والدعاء بعدہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۵۴۶/۱، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۳۴، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۷۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۹۲۰، ۳۳۴۲، کتاب السنی حدیث نمبر ۹۶۔

اِن حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اذان اسبابِ اجابتِ دُعا سے ہے اور یہاں دُعا شارع جل وعلا کو مقصود تو اُس کے اسبابِ اجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

نویں دلیل:

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلْمُؤَذِّنِ مُنْتَهٰى اِذَانَهٗ وَيَسْتَغْفِرُلَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَهٗ** ۲۹ "اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کے لئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر و خشک چیز کو اِس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے"۔

اِسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے سندِ صحیح کے ساتھ تخریج کیا اور یہ الفاظ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بزار رحمہ اللہ تعالیٰ نے (مسند بزار) اور طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، اور اِس کی مثل امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اِس کا ابتدائی حصّہ امام احمد اور نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سندِ حسن اور جید کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی رضی اللہ عنہ نے معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ پانچ حدیثیں اِرشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بے شک مغفور کی دُعا زیادہ قابلِ قبول واقرب باجابت ہے، اور خود حدیث میں وارد ہے کہ مغفوروں سے دُعا منگوانی چاہئے، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: **اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَلَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ** ۳۰ "جب تو حاجی سے ملے اُسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل

---

۲۹ مسند امام احمد بن حنبل عن مسند عبداللہ بن عمر مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۶/۲، ۴۶۱، [کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۶۴، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۱۸۶۴ (ادارہ)]۔ ۳۰ مسند امام احمد بن حنبل مرویات مطبوعہ دارالفکر بیروت جلد ۲ ص ۱۲۸، [مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۳۸، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۸۲۳، کشف الخفاء جلد ۲ ص ۵۴۸، مرقاۃ جلد ۵ ص ۴۴۵ (ادارہ)]۔

Scanned by CamScanner

اِس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہؤا اُس سے اپنے لئے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے''۔

پس اگر اہلِ اِسلام بعد دفنِ میّت اپنے میں کسی بندۂ صالح سے اذان کہلوائیں تا کہ بحکم اَحادیثِ صحیحہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس میّت کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میّت کے لئے دُعا کرے مغفور کی دُعا میں زیادہ رجائے اَجابت ہو تو کیا گناہ ہوا بلکہ عینِ مقاصدِ شرع سے مطابق ہوا۔

دسویں دلیل:

اذان ذکرِ الٰہی ہے اور ذکرِ الٰہی دافعِ عذاب ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۳۱؎ ''کوئی چیز ذکرِ خدا سے زیادہ عذابِ خدا سے نجات بخشنے والی نہیں''۔

اِسے اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور خود اذان کی نسبت وارد ہے کہ جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اُس دن عذاب سے مامون ہو جاتی ہے، امام طبرانی ''معاجیم ثلثہ'' میں (حضرت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اَمَنَہَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَشَاھِدُہٗ عِنْدَہٗ فِی الْکَبِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ مُعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ۔ ۳۲؎ ''جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس دن اُسے اپنے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اور اس کی شاہد وہ روایت ہے جو معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے''۔

۳۱؎ مسند احمد بن حنبل مرویات حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۳۹/۵، درمنثور جلد ۱ص ۱۵۰۔ نوٹ: ابن ابی الدنیا اور بیہقی کے الفاظ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں ہی مروی ہیں جبکہ احمد بن حنبل کے الفاظ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہیں۔ ما عمل آدمی عملا قط انجی له من عذاب الله من ذکر الله الخ ۔ ۳۲؎ المعجم الکبیر مرویات انس بن مالک حدیث نمبر ۷۴۶ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۵۷/۱، [الترغیب والترہیب جلد ۱ص ۱۸۲، تلخیص الحبیر جلد ۱ص ۲۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۸۹۳، مجمع الزوائد جلد ۱ص ۳۲۸ (ادارہ)]۔

اور بے شک اپنے مسلمان بھائی کے لئے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل وعلا کو محبوب ومرغوب ہے۔ مولانا علی قاری رحمہ الباری ''شرح عین العلم'' میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح ودعائے رحمت ومغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں: فَاِنَّ الْاَذْکَارَ کُلَّھَا نَافِعَۃٌ لَّہٗ فِیْ تِلْکَ الدَّارِ ۳۳؎ ''کہ ذکر جس قدر ہیں، سب میّت کے لئے قبر میں نفع بخش ہیں''۔

اِمام بدر الدین ''عینی'' رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر فرماتے ہیں: وَاَمَّا مَصْلِحَۃُ الْمَیِّتُ فَمِثْلُ مَا اِذَا اجْتَمَعُوْا عِنْدَہُ الْقِرَاَۃَ الْقُرْاٰنِ وَالذِّکْرِ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَنْتَفِعُ بِہٖ ۳۴؎ ''اور میّت کے لئے اِس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اُس کی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں، ذکر کریں تو میّت کو اِس سے نفع ہوتا ہے''۔

گیارہویں دلیل:

یا رب مگر اذان ذکرِ محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع ملنا شرعاً مرغوب نہیں۔

اذان ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ باعثِ نزولِ رحمت ہے۔

اولاً حضور ﷺ کا ذکر عینِ ذکرِ خدا ہے۔ امام ابن عطار رحمہ اللہ تعالیٰ پھر امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ میں فرماتے ہیں: جَعَلْتُکَ ذِکْراً مِّنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ فَقَدْ ذَکَرَنِیْ ۳۵؎ ''میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے''۔

اور ذکرِ الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث ہے، صحیح حدیث شریف میں ہے۔ سیّدِ عالم ﷺ ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں: حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ ۳۶؎ ''انہیں ملائکہ گھیر

۳۳؎ شرح عین العلم لملا علی قاری مع عین العلم الباب الثامن فی الصحبۃ والمؤلفۃ مطبوعہ امرت پریس لاہور ص ۳۳۲۔ مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۲۶۔ ۳۴؎ عمدۃ القاری شرح البخاری باب موعظۃ المحدث عند القبر مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۸۶/۸۔ ۳۵؎ القرآن ۴/۹۴۔ ۳۶؎ نسیم الریاض شرح الشفاء زیر آیت مذکور مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۲۵/۱۔

Scanned by CamScanner

لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر سکینہ اور چین اترتا ہے"۔

اِسے امام مسلم اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ثانیاً ہر محبوبِ خدا کا ذکر محلِ نزولِ رحمت ہے۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃ** [۳۷] "نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے"۔

ابوجعفر بن حمدان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوعمرو بن نجید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِسے بیان کرکے فرمایا: **فَرَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسَ الصَّالِحِیْنَ** [۳۸] "تو رسول اللہ ﷺ تو سب صالحین کے سردار ہیں"۔

پس بلاشبہ جہاں اذان ہوگی وہاں رحمت اُترے گی اور مسلمان بھائی کے لئے وہ فعل جو باعثِ نزولِ رحمت ہو شرع پسند ہے نہ کہ ممنوع۔

بارہویں دلیل:

خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ مُردے کو اُس نئے تنگ و تار مکان میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے **اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ** [۳۹] "مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یقیناً میرا رب بخشش فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے"۔ اور اذان دافعِ وحشت و باعثِ اطمینانِ خاطر ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: **اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ** [۴۰]

سن لو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ذکر سے دل چین پاتے ہیں۔

ابونعیم و ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **نَزَلَ اٰدَمُ بِالْھِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ**

---

[۳۷] مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۵/۲، [شرح السنۃ جلد۳ ص ۶۳، درمنثور جلد۱ ص ۱۵۰، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۰۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۲۴، مشکوٰۃ ص ۱۹۶ ۲۲۶۱، مرقاۃ جلد۵ ص ۱۳۶ (ادارہ)]۔ [۳۸] اتحاف السادۃ المتقین الفائدۃ الثانیۃ التخلص بالعزلۃ علی المعاصی مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳۵۰/۶۔ [۳۹] القرآن ۵۳/۱۲۔
[۴۰] القرآن ۲۸/۱۳۔

فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَنَادٰی بِالْاَذَانِ [۴۱] "جب آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اُترے تو اُنہیں گھبراہٹ ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُتر کر اذان دی"۔

پھر ہم اِس غریب کی تسکین خاطر و دفع توحش کو اذان دیں تو کیا بُرا کریں حاشا بلکہ مسلمان خصوصاً ایسے بیکس کی اعانت حضرت حق عزوجل کو نہایت پسند، حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں: **اَللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ** [۴۲] "اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی (مسلمانوں) کی مدد میں ہے"۔

اِسے مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ **مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ بِھَا کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ** [۴۳] **رَوَاہُ الشَّیْخَانُ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا** "جو اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اُس پر سے دور فرمائے گا"۔ اِسے بخاری و مسلم اور ابوداوٗد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

تیرھویں دلیل:

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المؤمنین مولی المسلمین سیّدنا علی

---

[۴۱] حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی نمبر ۲۹۹ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۱۰۷/۵، [درمنثور جلد۱ ص ۵۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۲۱۳۹ (ادارہ)]۔ [۴۲] مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۵/۲، [ترمذی حدیث نمبر ۱۴۲۵، مسند احمد جلد۲ ص ۲۵۲، مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۳۸۳، مجمع الزوائد جلد۸ ص ۱۹۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۶۰، مرقاۃ جلد۱ ص ۴۱۳ (ادارہ)]۔ [۴۳] صحیح البخاری باب لا یظلم المسلم المسلم من ابواب المظالم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۰/۱۔

Scanned by CamScanner

مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے: قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ ﷺ حَزِیْنًا فَقَالَ یَا ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِنِّیْ اَرَاکَ حَزِیْنًا فَاْمُرْ بَعْضَ اَهْلِکَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِکَ فَاِنَّهٗ دَرْءُ الْهَمِّ [۴۴] ''فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے غمگین دیکھا تو اِرشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔''

مولٰی علی اور مولٰی علی تک جس قدر اِس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا: فجربته فوجدته کذلک (ہم نے اِسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا) ذکرہ ابن حجر کما فی المرقاۃ (اِس کا تذکرہ حافظ ابنِ حجر نے کیا، جیسا کہ مرقات میں ہے) اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ میّت اُس وقت کیسے حزن و غم کی حالت میں ہوتی ہے مگر وہ خاص عباد اللہ اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر مرحبا بحبیب جاء علی فاقۃ (خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا۔) فرماتے ہیں، تو اِس کے دفع غم والم کے لئے اگر اذان سنائی جائے کیا شرعی عذر لازم آتا ہے، ماشاءاللہ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزّوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔ امام طبرانی رحمہ اللہ تعالٰی ''معجم کبیر'' و ''معجم اوسط'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راویت ہیں کہ حضور پُرنور ﷺ فرماتے ہیں:۔ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ [۴۵] ''بے شک اللہ (تبارک وتعالٰی) کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب (عمل) مسلمان کو خوش کرنا ہے۔''

اِنہی دونوں میں حضرت امام ابن الامام سیّدنا حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں: اِنَّ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ اِدْخَالُکَ السُّرُوْرُ عَلٰی اَخِیْکَ الْمُسْلِمِ [۴۶] ''تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔ بے شک موجبات مغفرت سے ہے''۔

[۴۴] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الاذان مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۴۹/۲۔ [۴۵] المعجم الکبیر مرویات عبداللہ بن عباس حدیث نمبر ۱۱۰۷۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۷۱/۱۱۔ [۴۶] المعجم الکبیر مرویات حسن بن علی حدیث ۲۷۳۱۔۲۷۳۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۸۵،۸۳/۳۔

چودھویں دلیل:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا [۴۷] ''اے ایمان والو! اللہ تبارک وتعالٰی کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔''

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ [۴۸] ''اللہ (تبارک وتعالٰی) کا ذکر اِس درجہ ذکر بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔'' اِسے احمد، ابویعلٰی، ابن حبان حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالٰی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حاکم رحمہم اللہ تعالٰی نے اِسے صحیح اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ تعالٰی نے حسن قرار دیا ہے۔

اور فرماتے ہیں ﷺ: اُذْکُرُ اللّٰهَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ [۴۹] ''ہر سنگ و شجر پتھر اور درخت کے پاس اللہ (تبارک وتعالٰی) کا ذکر کر۔''

اِسے امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی نے ''کتاب الزہد'' اور طبرانی رحمہم اللہ تعالٰی نے ''معجم کبیر'' میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: لَمْ یَفْرِضِ اللّٰهُ عَلٰی عِبَادِهٖ فَرِیْضَةً اِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُوْمًا ثُمَّ عَذَّرَ اَهْلَهَا فِیْ حَالِ الْعُذْرِ غَیْرِ الذِّکْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ یَجْعَلْ لَهٗ حَدًّا اِنْتَهٰی اِلَیْهِ وَلَمْ یُعَذِّرْ اَحَدًا فِیْ تَرْکِهٖ اِلَّا مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِهٖ وَاَمَرَهُمْ بِهٖ فِی الْاَحْوَالِ کُلِّهَا [۵۰] ''اللہ (تبارک وتعالٰی) نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اُس کے لئے ایک حد معیّن کردی پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اُس سے

[۴۷] القرآن ۴۱/۳۳۔ [۴۸] مسند احمد بن حنبل من مسند ابی سعید الخدری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶۸/۳، ۷۱ [مستدرک حاکم جلد احدیث نمبر ۴۹۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۷۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۹۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۵۳ (ادارہ)]۔ [۴۹] المعجم الکبیر مرویات معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۵۹/۲۰، السنن الکبرٰی للبیہقی جلد ۱ ص ۳۲۸ (ادارہ)۔ [۵۰] تفسیر البغوی المعروف بہ معالم التنزیل مع تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۲۶۵/۵۔ نوٹ تفسیر معالم التنزیل سے حوالہ دیا گیا ہے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم یہی ہے جو اعلٰی حضرت نے بیان کیا ہے۔ نذیر احمد۔

Scanned by CamScanner

معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِس کے لئے کوئی حد نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اِس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا''۔

اِن (یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کا شاگرد امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلذِّکْرُ الْکَثِیْرُ اَنْ لَا یَتَنَاھِی اَبَدًا ۵۱ ''ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو''۔

ذَکَرَھُمَا فِی الْمُعَالِمِ وَغَیْرِھَا (معالم وغیرہ میں اِن دونوں کا ذکر ہے۔) تو ذکرِ الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب مرغوب ومطلوب مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہوسکتی جب تک کسی خصوصیت خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو اور اذان بھی قطعاً ذکرِ خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکرِ خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے؟ ہمیں حکم ہے کہ ہر سنگ (پتھر) اور درخت کے پاس ذکرِ الٰہی کریں' قبرِ مومن کے پتھر کیا اِس کے حکم سے خارج ہیں؟ خصوصاً بعد دفن ذکرِ خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بتصریح ائمہ دین مستحب ولہٰذا امام اجل ابوسلیمان خطابی (رحمہ اللہ تعالیٰ) دربارہ تلقین فرماتے ہیں: لَا نَجِدُ لَہٗ حَدِیْثًا مَشْھُوْرًا وَلَا بَاْسَ بِہٖ اِذْ لَیْسَ فِیْہِ اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلٰی قَوْلِہٖ وَکُلُّ ذٰلِکَ حَسَنٌ ۵۲ ''ہم اِس میں کوئی مشہور حدیث نہیں پاتے اور اِس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اِس میں نہی ہے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے''۔

پندرھویں دلیل:

امام اجل ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح صحیح مسلم ''کتاب الاذکار'' میں فرماتے ہیں: یَسْتَحِبُّ اَنْ یَّقْعَدَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ سَاعَةً قَدْرِ مَا یَنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یَقْسِمُ لَحْمُھَا، وَیَشْتَغِلُ الْقَاعِدُوْنَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَالدُّعَآءِ لِلْمَیِّتِ الْوَعْظِ وَحِکَایَاتِ اَھْلِ الْخَیْرِ، وَاَحْوَالِ الصَّالِحِیْنَ ۵۳ ''مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت (کے لئے)

۵۱ ایضاً۔ ۵۲ امام اجل ابوسلیمان خطابی۔ ۵۳ الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار باب ما یقول بعد الدفن مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۱۴۷۔

قبر کے پاس بیٹھیں۔ اتنی دیر کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اُس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآنِ مجید کی تلاوت اور میّت کے لئے دُعا اور وعظ ونصیحت اور نیک بندوں کے ذکر وحکایات کے بیان میں مشغول رہیں''۔

بے شک شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ''لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فقیر نے چھٹی دلیل میں ذکر کی' فرماتے ہیں: قَدْ سَمِعْتُ عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَآءِ اَنَّہٗ یَسْتَحِبُّ ذِکْرَ مَسْئَلَةٍ مِنَ الْمَسَائِلِ الْفِقْھِیَّةِ ۵۴ ''یعنی تحقیق میں نے بعض علماء سے سنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی فقہی مسئلہ کا ذکر مستحب ہے''۔

''اشعۃ اللمعات'' (شرح فارسی) مشکوٰۃ میں اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ باعثِ نزولِ رحمت ست۔ (نزولِ رحمت کا سبب ہے۔) اور فرماتے ہیں: مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض ست (ذکر مسئلہ فرائض مناسب حال بہتر ہے۔) اور فرماتے ہیں: اگر ختم قرآن کنند اولیٰ وافضل باشد ۵۵ (اگر قرآن پاک ختم کریں تو یہ اولیٰ اور بہتر ہے۔) جب علمائے کرام نے حکایات اہل خیر وتذکرہ صالحین وختم قرآن وبیان مسئلہ فقہیہ وذکر فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ اِن میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں ہے بلکہ وجہ صرف وہی ہے کہ میّت کو نزولِ رحمت کی حاجت اور اِن امور میں اُمیدِ نزولِ رحمت ہے تو اذان کہ بشہادتِ احادیث' موجبِ نزولِ رحمت ودفع عذاب ہے کیونکر جائز مستحب نہ ہوگی۔

بحمد اللہ یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چند ساعت میں فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوئیں ناظر منصف جانے گا کہ اِن میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ بعض اجلہ اہل سنّت وجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے تکمیل ترتیب وتجلیلِ تقریب سے ہر مقدمہ منفردہ کو دلیلِ کامل اور ہر مذکورِ ضمنی کو مقصودِ مستقل کر دیا والحمد للہ رب العالمین (سب تعریف اللہ

۵۴ لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور ۱/۲۰۰۔ ۵۵ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۰۱۔

Scanned by CamScanner

تبارک وتعالیٰ کے لئے جوتمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔) با اینہمہ ؎

لَا شَکَّ اِنَّ الْفَضْلَ لِلْمُتَقَدِّمِ

(بے شک بزرگی پہل کرنے والے کے لئے ہے۔)

ہم پر اُن اکابر کا شکر واجب ہے جنہوں نے اپنی تلاش وکوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اس دشوار کام کو ہم پر آسان کردیا جَزَاھُمُ اللّٰہُ عَنَّا وَعَنِ الْاِسْلَامِ وَالسُّنَّۃِ خَیْرٌ جَزَاءً وَشُکْرُ مَسَاعِیْھِمِ الْجَمِیْلَۃِ فِیْ حِمَایَۃِ الْمِلَّۃِ الْغَرَاءِ وَنِکَایَۃَ الْفِتْنَۃِ الْعَوْرَاءِ وَھَنَأھُمْ بِفَضْلِ رَسُوْلِ نَفْی عَلٰی حَمِیْدٍ رَضِیَ یَوْمَ الْقَضَآءِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الْاَطَائِبِ الْکُرَمَاءِ آمین!

تنبیہاتِ جلیلہ

تنبیہہ اوّل:

ہمارے کلام پر مطلع ہونے والا عظمتِ رحمت الٰہی پر نظر کرے کہ اذان میں ان شاء اللہ الرحمٰن اُس میّت اور اِن احیا کے لئے کتنے منافع ہیں، سات فائدے میّت کے لئے:

(۱) بحولہ تعالیٰ' شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(۲) بدولتِ تکبیر عذابِ نار سے اَمان۔

(۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا۔

(۴) ذکرِ اذان کے باعث' عذابِ قبر سے نجات پانا۔

(۵) بہ برکت ذکرِ مصطفیٰ کریم ﷺ نزولِ رحمت۔

(۶) بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

؎ بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ اِن دلائل جلائل نے کالشمس فی وسط السماء واضح کردیا اِس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بنظرِ عمومات شرح بوجوہ کثیرہ فردِ سنّت ہے شاید وہ بعض علماء جنہوں نے اِس کی سُنّت ہونے کی تصریح فرمائی جن کا قول امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر رملی رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل کیا یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ فردِ سُنّت ہے نہ کہ فردا سُنّت ولہٰذا مناسب ہے کہ کبھی کبھی ترک بھی کریں۔ اگر اوہام عوام معنی ثانی کی طرف جاتے سمجھیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۷) زوالِ غم وسرور وفرحت۔

اور پندرہ اَحیا کے لئے' سات تو یہی' سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس نیکیاں' پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے۔

(۸) میّت کے لئے تدبیر دفعِ شیطان سے اِتباعِ سُنّت۔

(۹) تدبیرِ آسانی جواب سے اتباعِ سُنّت۔

(۱۰) دُعا عندالقبر سے اتباعِ سُنّت۔

(۱۱) بقصدِ نفعِ میّت، قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سُنّت۔

(۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

(۱۳) ذکرِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے سبب رحمتیں پانا۔

(۱۴) مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

(۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منتہائے آواز تک مغفرت اور تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دِلوں کو صبر وسکون وراحت ہے اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ' حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں' میّت کے لئے وہ سات فائدے اور اَحیا کے لئے پندرہ' انہیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تعجب کرتا ہوں کہ حضراتِ مانعین نے میّت واَحیا کو اِن فوائد جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے۔ ہمیں تو مصطفیٰ کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَنْفَعْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ۵۶

''تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم ومناسب ہے کہ پہنچائے''۔ اِسے (امام) احمد اور (امام) مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے

۵۶ مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین مطبوعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۴' [مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۵' ۳۴۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۴۷' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۹۳' کنز العمال ۲۸۳۷۰ (ادارہ)]۔

Scanned by CamScanner

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

پھر خدا جانے اِس اجازت کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت کہاں سے کی جاتی ہے؟ واللہ الموافق

تنبیہہ دوم

حدیث شریف میں ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ [۵۷] ''مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے''۔

اِسے (امام) بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، (امام) طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''معجم کبیر'' میں (حضرت) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور بے شک جو علم نیت جانتا ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک اُس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

(۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دُور کروں گا۔

(۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کر لے۔ انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(۸) امرِ الٰہی خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ [۵۸] (اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔) امتثال کو جاتا ہوں۔

---

۵۷ المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث نمبر ۵۹۴۲ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۸۵/۶

۵۸ القرآن ۳۱/۷۔

(۹) جو وہاں علم والا ملے گا اُس سے مسائل پوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اُس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علماء کی زیارت۔

(۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار۔

(۱۴) دوستوں سے ملاقات۔

(۱۵) مسلمانوں سے میل۔

(۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم کرونگا۔

(۱۷) اہل اسلام کو سلام۔

(۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۹) اُن کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۲۰) نماز باجماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۱۔۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کروں گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

(۲۳۔۲۴) دخول وخروج میں حضور، آلِ حضور و ازواجِ حضور پر دُرود شریف بھیجوں گا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

(۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

(۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اُس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا اُسے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہوں گا۔

(۲۸۔۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا۔

(۳۰) نمازیوں کو وضو کے لئے پانی دوں گا۔

(۳۱۔۳۲) خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ

Scanned by CamScanner

اذان واقامت کہوں گا۔ اَب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیّت پر اذان واقامت کاثواب پاچکا۔ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۵۹ (اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اجر عطا فرمائے گا۔)

(۳۳) جو راہ بھولا ہوگا، راستہ بتاؤں گا۔

(۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۵) جنازہ ملا تو نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔

(۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

(۳۷) دومسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

(۳۸۔۳۹) مسجد میں جاتے وقت دائیں اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سُنّت کروں گا۔

(۴۰) ۶۰ راہ میں جولکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا۔ اِلٰی غَیْرَ ذٰلِکَ مِنْ نِیَّاتٍ کَثِیْرَةٍ تو دیکھئے کہ جو اِن ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنہ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ اِن چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔ اِسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ اِن پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیّت پر جداگانہ ثواب پائے اور اِن کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میّت کے لئے دُعا کا حکم ہے اِس کی اَجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اُس سے پہلے عملِ صالح کی تقدیم چاہئے یہ اَدب دُعا بجالاتا ہوں۔ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَسْتَخْرِجُهُ الْعَارِفُ النَّبِیْلُ وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ (اِن کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عمدہ رائے استخراج کرسکتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔) بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر اِن منافع ونیات سے غافل ہیں۔ وہ جو کچھ نیّت کرتے ہیں اُسی قدر پائیں گے۔

۵۹ القرآن ۴/۱۰۰ ۔۶۰ یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھتیس علماء نے اِرشاد فرمائیں اور چودہ فقیر احمد رضا نے بڑھائیں۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۳۹، اور ۴۰۔

فَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی ۶۱ "اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے نیّت کی"۔

تنبیہ سوم

جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لئے ہے یہاں کون سی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ اُن کی جہالت اُنہیں کو زیب دیتی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض ومنافع ہیں اور شرعِ مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے ازانجملہ گوشِ مغموم میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا اور بچے کے کان میں اذان دیتا سنا ہی ہوگا۔ ۶۲ اِن کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے "رسالہ نسیم الصبا" میں ذکر کی۔

تنبیہ چہارم

شرع مطہر کی اصل کُلّی ہے کہ جو امر مقاصدِ شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود، اور حکمِ مطلق اِس کے تمام افراد میں جاری وساری، جب تک کسی خاص خصوصیت سے نہی شرع وارد نہ ہو تو بعد ثبوت حسنِ مطلق حسنِ مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسنِ مطلق ہے۔ اُس پر دلیل قاطع اور بقاعدہ مناظرہ اثباتِ ممانعت ذمہ مانع، معہذا الاصل الاشیاء میں اباحت تو قائل جواز متمسک باصل ہے کہ اصلاً دلیل کی حاجت نہیں رکھتا، اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وارد ہونے پر موقوف جاننا اور منع

۶۱ مشکوۃ المصابیح خطبۃ الکتاب مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۱، [بخاری حدیث نمبر ۵۴، مسلم حدیث نمبر ب ۱۹۰۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۰۱، نسائی حدیث نمبر ۷۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۲۷، مسند احمد جلد ا ص ۲۵ (ادارہ)]۔ ۶۲ بعض احمق جاہل گوشِ مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اِس اذان کی نماز تو بعد موت مولود ہوتی ہے یعنی نماز جنازہ، یہ اذان جو قبر پر کہو گے اس کی نماز کہاں ہے؟ اذان گوشِ مولود کو نماز جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر اِن کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نمازِ جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنیٰ افعال نماز ہے ایک نماز روزِ محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعالِ نماز ہے جس دن کشف ساق ہو گا اور مسلمان سجدے میں گریں گے منافق سجدہ نہ کرسکیں گے جس کا بیان قرآن عظیم سورہ ق شریف میں ہے قبر کی اذان اُس نماز کی اذان ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Scanned by CamScanner

خصوصیت کے لئے منع خاص وارد ہونے کی ضرورت نہ ماننا صرف تحکم وزبردستی ہی نہیں بلکہ دائرہ عقل ونقل سے خروج اور مطمورہ ۶۳ سفہ وجہل میں کامل دلوج ہے علمائے سُنّت شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلۃ ان سب مباحث کو اعلیٰ درجہ پر طے فرما چکے، ان تمام اصول جلیلہ رفیعہ ودیگر قواعد نافعہ بدیعہ کی تنقیح بالغ وتحقیق بازغ حضرت ختام المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین سیّد العلماء سند الکملا تاج الافاضل سراج الاماثل حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ ورزقنا برہ نے کتاب مستطاب ''اصول الرشاد لقمع مبانی الفسا'' دوکتاب لاجواب **اِذَاقَةُ الْاٰثَامِ لِمَانِعِی عَمَلَ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ وَغَیْرِهَا** میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ **اِقَامَةُ الْقِیَامَةِ عَلٰی طَعْنِ الْقِیَامِ لِنَبِیِّ تِهَامِهٖ** ورسالہ **مُنِیْرُ الْعَیْنِ فِیْ حُکْمِ الْاِبْهَامَیْنِ** ورسالہ **نَسِیْمُ الصَّبَا فِیْ اَنَّ الْاَذَانَ یُحَوِّلُ الْوَبَآءِ وَغَیْرِهَا** تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے ایراد سے تطویل کی ضرورت نہیں، حضرات مخالفین باآنکہ ہزار ہا بار گھر تک پہنچ چکے، اگر پھر ہمت فرمائیں گے انشاء اللہ العزیز وہ جواب باصواب پائیں گے جس کے انوار باہرہ ولمعات قاہرہ کے حضور باطل کی آنکھیں جھپکیں اور اُس کی سہانی روشنیوں ودلکشا تجلیوں سے حق وصواب کے نورانی چہرے چمکیں وباللہ التوفیق وہو المعین۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمین اٰمین بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کہ یہ رسالہ آخر محرم ۱۳۰۷ھ سے دوجلسوں میں تمام ہوا **وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ علمہ جل مجدہ اتم واحکم**۔ تمت بالخیر

کتبہ: عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی ﷺ۔

۱۳۰۱
محمدی سنی حنفی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

۶۳ بے وقوفی اور جہالت کے گڑھے میں مکمل طور پر داخل ہونا ہے۔

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تصنیف کردہ کتب

نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ	نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ
1	ایصالِ ثواب	40روپے	19	رمضان المبارک کے فضائل ومسائل	40روپے
2	حدیث قسطنطنیہ	30روپے	20	علاماتِ قیامت	20روپے
3	حقوق زوجین	60روپے	21	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	30روپے
4	قُل شریف کیا ہے؟	30روپے	22	لیلۃ القدر عیدالفطر اور مسائل فطر	20روپے
5	عظیم قرآنی دُعائیں	70روپے	23	مقدس دُعائیں	40روپے
6	مسجد اور امامت	20روپے	24	والدین واولاد کے حقوق	80روپے
7	مسائل قربانی	30روپے	25	حج وعمرہ زیارت	60روپے
8	عید میلاد النبی ﷺ	40روپے	26	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!	90روپے
9	آخری چہارشنبہ	20روپے	27	چالیسواں کیا ہے؟	40روپے
10	نکاح نصف دین ہے	40روپے	28	یوسف مصر محبت	150روپے
11	ہمسایوں کے حقوق	40روپے	29	استغفر اللہ	30روپے
12	ختم کے معانی	30روپے	30	دعوت وتبلیغ	10روپے
13	مجھے نماز سے پیار ہے	40روپے	31	پاکیزگی نصف ایمان ہے	30روپے
14	تحفۂ معراج شریف	20روپے	32	شفاء بوسیلہ قرآنی مجید ومنزل	20روپے
15	سجدۂ تعظیمی حرام ہے	20روپے	33	آدابِ دُعا واوقات قبولیت	80روپے
16	نماز مترجم	40روپے	34	گیارہویں شریف کیا ہے؟	50روپے
17	داتا کون کون؟	70روپے	35	شعبان المعظم کی فضیلت	50روپے
18	غسلِ میت	20روپے	36	کفنِ میت	20روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک بی III، گجرپورہ سکیم لاہور۔ 6823128

Scanned by CamScanner

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ:

ان (حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) سے منقول تھا کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری علیہ الرحمہ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ (یہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) حضرت مبشر حلبی (علیہ الرحمہ) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ وہ ثقہ (یا اعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ علیہ الرحمہ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی (علیہ الرحمہ) نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن علاء کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی قبر کے پاس سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات کو (الم سے ھم المفلحون تک) اور آخری حصہ (للہ ما فی السماوات سے سورت کے آخیر تک) پڑھا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ اس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھے۔ حضرت خلال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوعلی حسن بن ہیثم بزار نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے۔ جو قبرستان میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔ (المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور

تبلیغ دین، اسلامی اور انسانی اقدار کو اجاگر کرنے، اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پھیلانے اور دکھی انسانیت کی مدد کرنے کیلئے انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور، مصروف جہاد ہے۔ تمام متوسلین اور مشن سے محبت رکھنے والے حضرات عقائد صحیحہ اور محبتوں اور عقیدتوں کی تبلیغ و تعلیم اور دینی واخلاقی لٹریچر کی اشاعت کیلئے انجمن سے بھرپور تعاون فرمائیں جزاک اللہ جزا الخیر! عطیات، زکوٰۃ اور مال خیرات جمع کروانے کے لئے مرکزی دفتر انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور متصل جامع مسجد نگینہ (گجرپورہ) چائنہ سکیم لاہور سے رابطہ کریں۔ براہ راست عطیات جمع کروانے کے لئے انجمن ہذا کے بینک اکاؤنٹ نمبر ۳-۱۴۶۰، یو۔بی۔ایل شادباغ برانچ لاہور، یاد رکھیں عطیات جمع کرواتے وقت رسید ضرور حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر: فنانس سیکرٹری صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی

فون نمبرز: 0322-4730747, 6846677

Scanned by CamScanner